بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، أَمَّا بَعْدُ:

67:"جنگ بنو نضیر"، سورۃ الحشر میں سے بعض اہم پیغام، آیات 8-10 (درس:54)

سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں سیرت کا درس نمبر 54۔

اور ہم بات کر رہے تھے جنگ بنو نضیر کے تعلق سے اور سورۃ الحشر کی آیات کی مختصر سی تفسیر اور اس عظیم سورۃ میں سے بعض اہم پیغام بیان کر رہے تھے اور ہم رُکے تھے پچھلے درس میں آیت نمبر 7 تک، آج کی نشست کا آیت نمبر 8 سے درس کا آغاز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝٨﴾ (الحشر:8)

یہ جو مال فے کا ذکر کیا گیا ہے آیت نمبر 7 میں یہ فقراء کے لیے ہے تو یہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ حقدار کیوں ہیں یہ لوگ، اس مال فے کے کیوں حقدار ہیں اِن کی چند خوبیاں بیان فرمائی ہیں ذرا غور سے سنیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یہ جو مال فے ہے ﴿لِلْفُقَرَآءِ﴾ فقیروں کے لیے ہے (جمع فقیر ہے فقراء)۔ ﴿الْمُهٰجِرِيْنَ﴾: جمع مہاجر کی ہے۔

فقیر اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو یا اگر اُس کے پاس کچھ ہے تو اُس کی آدھی ضرورت سے کم ہے اسے فقیر کہا جاتا ہے، اور مہاجر اسے کہتے ہیں عام لفظوں میں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے اور اصطلاح علماء میں اور شرعی مفہوم میں خاص طور پر مہاجر اُسے کہتے ہیں جو دار الکفر کو چھوڑ کر دار التوحید کی طرف ہجرت کرتا ہے۔

اور ان فقراء مہاجرین سے مراد صحابہ کرام ہیں، مہاجر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اَجمعین جنھوں نے مکہ میں مختلف قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور جب وقت آیا اپنی دنیا کو قربان کرنے کا تو پیچھے نہیں ہٹے۔

دنیا میں فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) ایک وہ فقیر ہوتے ہیں جو پیدائشی فقیر ہوتے ہیں۔

(۲) دوسرے وہ فقیر ہوتے ہیں جو پیدائشی فقیر تو نہیں ہوتے لیکن بعد میں فقیر ہو جاتے ہیں۔

(۳) اور تیسرے وہ فقیر ہوتے ہیں جو اللہ کے لیے فقیر ہو جاتے ہیں۔

اور یہ تینوں برابر نہیں ہیں، اللہ کے لیے فقیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دنیا دین کے راستے میں رکاوٹ بن جائے تو دین کو بچا لو دنیا کو قربان کر دو اور صحابہ کرام نے ایک بہت خوبصورت اور بے مثال، مثال قائم کی ہے پوری دنیا میں ایسے لوگ نہیں آپ کو ملیں گے جن کا زندگی میں یہ طرزِ عمل تھا! اور اللہ تعالیٰ نے آیت کا آغاز ہی یہاں سے کیا ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ﴾۔

چلیں یہ سب سے پہلے لوگ ہیں فقراء بھی ہیں مہاجرین بھی ہیں۔

کیسے فقیر اور کیسے مہاجر ہیں؟ یاد رکھیں سارے کے سارے کوئی پیدائشی فقیر نہیں تھے بڑے بڑے تاجر بھی تھے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ معروف تاجر تھے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ معروف تاجر تھے سیدنا ابو بکر صدیق سیدنا علی کیا سمجھتے ہیں یہ سارے کے سارے فقراء تھے کیا؟! نہیں! ان کے پاس مال و دولت تھی۔ سیدنا علی یعنی جیسے ہم کہتے ہیں کہ سفید پوش اُن میں سے تھے لیکن سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما تو معروف غنی تھے پیسے والے تھے، سیدنا صہیب الرومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معروف صحابی تھے۔ معروف پیسے والے صحابہ کافی تھے مہاجرین میں سے لیکن جب وقت آیا کہ اب یا دین رہے گا یا دنیا رہے گی کرنا کیا ہے؟ تو دنیا قربان کر دی، صرف مال و دولت نہیں اپنے گھر بھی گھر بھی چھوڑ دیئے ان ہی مشرکین کے حوالے کر دیئے کہ بھئی ہماری جان چھوڑ دو ہمیں اپنے دین کی حفاظت کرنے دو دنیا لینا چاہتے ہو تو لے لو۔

اب یہ دیکھیں کہ انہوں نے صرف گھر چھوڑا ہے یا کچھ اور بھی چھوڑا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾: یہ وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے دیار سے نکالا گیا ہے؛ بُیوتُ نہیں فرمایا۔

بیت اور دیار میں کیا فرق ہے؟ دیار جمع دار ہے، بیت انسان کا اپنا ہی ہوتا ہے دار آپ کے محلے کے جو گھر ہیں وہ دار میں شامل ہوتے ہیں، جو در و دیوار ہیں جس شہر میں آپ رہتے ہیں، عام طور پر صرف گھر پیارا نہیں ہوتا شہر بھی پیارا ہوتا ہے جہاں پر کسی کا بچپن گزرا ہو وہ گلیاں بھی اچھی لگتی ہیں وہ در و دیوار بھی اچھے لگتے ہیں۔

تو آزمائش یہ تھی کہ صرف گھر نہیں چھوڑنا بلکہ پورے شہر کو چھوڑنا ہے اور مکہ جیسا کون سا شہر ہے دنیا میں؟! اس لیے لفظ "دیار" کا آیا ہے۔

﴿اُخْرِجُوْا﴾: نکالا گیا (یعنی کسی اور نے نکالا ہے، نکلنا نہیں چاہتے تھے اُن کو نکالا گیا ہے)۔

﴿وَاَمْوَالِهِمْ﴾: اُن کے دیار سے بھی نکالا گیا اُن کے اموال سے بھی نکالا گیا۔ اور اموال جمع مال ہے اور مال صرف روپے پیسے کو نہیں کہتے اُس سے وسیع لفظ ہے مفہوم کے اعتبار سے جس میں ہر وہ چیز جس کے عوض میں آپ کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اسے مال کہا جاتا ہے، یعنی اُس چیز کے بدلے آپ کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں کوئی چیز حاصل کر سکتے ہیں لے سکتے ہیں اسے مال کہا جاتا ہے۔

اگرچہ پین آپ کی جیب میں ہے آپ یہ پین دے کر چار روٹیاں خرید سکتے ہیں ایک ریال کے عوض میں تو پین بھی مال ہوا کہ نہ ہوا؟! جی ہاں!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾: نکالا کیوں گیا اِن کو بھئی؟ یہ فقیر کیوں ہوئے مہاجر کیوں ہوئے؟ ان کو اپنے گھروں سے اور دیاروں سے کیوں نکالا گیا وجہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾: پہلی بات تو یہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے فضل چاہتے ہیں، ﴿وَرِضْوَانًا﴾: اور اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔

وہ چاہتے تو یہ ہیں اُن کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا ربّ ہم سے راضی کیسے ہو جائے اب لوگ بیچ میں آ گئے انہوں نے کہا کہ نہیں! ہم یہ نہیں ہونے دیں گے اگر ہمارے شہر میں رہنا ہے تو پھر وہ کرو جو ہم چاہتے ہیں وہ نہیں جو تمہارا ربّ چاہتا ہے۔ آزمائش ہے!

انہوں نے کہا کہ بھئی یہ تو نہیں ہو سکتا! جس ربّ نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم نے اسی کی سُننی ہے اسی کی ماننی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ بھوکا نہیں مارے گا ہمیں وہ اور اگر مرنا بھی پڑا اللہ تعالی کے راستے میں تو اس سے اچھی موت کون سی آنے والی ہے، یہ بات کہ ہم دنیا کے لیے ٹھہر جائیں تو وہ ہو نہیں سکتا! دنیا جاتی ہے تو چلی جائے: ﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾: تو اللہ تعالی کی رضا کو سب سے پہلے سامنے رکھا۔

اور مومن کی زندگی کا مقصد ہی یہی ہے اللہ تعالی کی رضا اور توحید عبادت کے بغیر یہ ممکن ہی نہیں ہے اصل جھگڑا تو ہے یہی!

مشرکین نے کیا چاہا اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے؟ بھئی توحید کی بات نہ کرو:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝﴾ (ص:5) یہ عجیب بات نہ کرو ہمارے ساتھ کہ صرف ایک سچا معبود ہے باقی سارے باطل معبودات ہیں نہیں، یہ ہم سے نہیں ہوتا! ہاں! یہ ممکن ہے کہ ہم آپ کے معبود کی عبادت بھی کرتے ہیں آپ ہمارے معبود کی عبادت بھی کریں جیسا کہ ہمارا کام ہے جو بچپن سے ہم کرتے آرہے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے آرہے تھے لیکن یہ کہنا کہ سب کو چھوڑ دیں ایک معبود کی عبادت کریں یہ ہم سے نہیں ہوتا! اور اسی وجہ سے یہی بنیادی اصل بات تھی جس کی وجہ سے ہجرت کرنی پڑی اور مکہ جیسی پیاری اور پاک زمین کو چھوڑنا پڑا کیونکہ وہاں پر توحید قائم نہیں تھی، اور جہاں پر توحید قائم نہ ہو وہاں پر دنیا جہاں کی ساری کی ساری آسائشیں بھر دیں رکھ دیں، پوری دنیا اُس شہر میں بھر دیں آپ لیکن توحید نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے!

تو اللہ تعالی کی رضا چاہتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے پہلا قصور تو یہ اُن کا ہے (لوگ قصور سمجھتے ہیں نا اس لیے تو گھر سے نکالا گیا!)۔

بھئی جلاوطن کسے کیا جاتا ہے؟ مجرموں کو کیا جاتا ہے جن کا کوئی جرم ہو؛ تو مشرکین کے نزدیک ظالموں کے نزدیک یہ جرم تھا توحید پر قائم رہنا یہ جرم ہے! اور عجب بات دیکھیں میں جاہلیت کی بات کر رہا ہوں آج کل کے زمانے میں بھی دیکھ لیں کہ جو توحید کی دعوت دیتا ہے تو لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں! اکثر لوگ جو شرک کی دلدل میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ:

(۱) یہ کہاں سے وہابی آگئے ہیں نئی نئی دعوت لے کر آتے ہیں جو ہمارے باپ دادوں نے نہیں سنیں یہ نئی باتیں ہیں!

(۲) کیسے ممکن ہے کہ اجمیر والے کو چھوڑ دیں پاک پتن والے کو چھوڑ دیں فلاں کو چھوڑ دیں فلاں کو چھوڑ دیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟!

(۳) جب سے آنکھیں کھولی ہیں یہی تو ہمارے پیارے ہیں یہی تو اولیاء ہیں اللہ تعالی کے ان کے بغیر دنیا قائم نہیں ہو سکتی ان کے بغیر تو کوئی بھی دنیا میں اچھائی ہو نہیں سکتی!

(۴) یہ بیچارے کمسن نئے نئے لوگ آئے ہیں جن کو آئے ہوئے سو سال بھی نہیں ہوئے اب اِن کی ہم بات مانیں!

﴿اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾: (سبحان اللہ)۔

تو پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالی کی رضا، اب دوسری بات دیکھیں: ﴿وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾: اور اللہ تعالی کے دین کی نصرت کرتے ہیں اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرتے ہیں۔

یہ قاعدہ یاد رکھیں: ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد:7): ایک کام ہم نے کرنا ہے واللہ! دوسرا کام ضرور ہو گا، قدم ہم نے اٹھانا ہے اور اس کا جو اَجر ہے وہ اللہ تعالی کی طرف سے ضرور ہو گا یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے۔

﴿إِنْ﴾ شرطیہ ہے، شرط ہے شرط کے جواب میں شرط بھی ہوتی ہے کہ:

(۱) ایک کام تم کرو دوسرا کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے فوراً مہیا ہو جائے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت کرے گا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرو دنیا میں تمہاری سربلندی ہوگی عزت بھی ہوگی اور مقام بھی ہوگا۔

اور اگر سستی کاہلی سے کام لیتے رہوگے اور زمین کے ساتھ مل کر زمین والے بن جاؤ گے عزت اور ذلت میں فرق نہیں جانو گے تو پھر یہی زندگی تمہیں مبارک ہو خوش رہو اس زندگی پر جو **مغضوب علیهم** کی زندگی سے بھی بدتر زندگی ہے!

یہود **مغضوب علیهم** ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ﴾ (البقرة:61): کہ اُن کے اوپر ذلت رسوائی اور ﴿الْمَسْكَنَةُ﴾ محتاجی لکھ دی گئی ہے وہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں گے کبھی سکون نہیں پائیں گے دنیا میں عذاب ہے اللہ تعالیٰ کا اُن کے اوپر! نہ خود سکون میں رہتے ہیں نہ کسی اور کو رہنے دیتے ہیں یہ طریقہ ہے اُن کا!

وجہ کیا تھی؟ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو چھوڑ دیا اپنے پیارے نبی کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کر دی عمل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت نہیں کی اللہ تعالیٰ کے رسول کی نصرت نہیں کی۔

کیا سزا ملی؟ ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ﴾: ذلت اور رسوائی اور محتاجی لکھ دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ایک ہے بدلتا نہیں ہے، ہم لوگ بدل جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قانون کبھی نہیں بدلتا:

﴿وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (البقرة:47): ایک زمانہ تھا یہود (بنی اسرائیل) اپنے زمانے میں سب سے بہترین لوگ تھے سب سے بہترین امت تھے اپنے زمانے کی کیا ہوا؟! اب اچانک اتنے بڑے بلند درجے سے کیسے زمین کے نیچے جا کر گرے؟!

﴿فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہاں پر ہے اور پھر ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ﴾ کہاں پر ہے!

وجہ کیا تھی؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول علیہم الصلاۃ والسلام کی نصرت نہیں کی۔

مہاجرین نے کیا کیا؟

﴿وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾: اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کی، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی اپنے جان سے اپنے مال سے صرف زبان سے نہیں۔ زبان سے تو بہت کہنے والے ہیں کہ ارے ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے وہ کر دیں گے! اگر مرد ہے تو صحابہ کرام کی طرح کر کے دکھائے نا! وہ کہتے کم تھے کرتے بہت تھے اور آج ہم کہتے بہت ہیں کرتے کم ہیں یہ فرق ہے ہم میں اور اُن میں اور یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی جگہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور اُن کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بلندی عطا فرمائی کہ آج وہ ہمارے لیے اس دنیا میں آسمان کے چمکتے ہوئے تارے ہیں۔

﴿أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ (الحجرات:15): یہ گواہی بھی سن لیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہی لوگ ہی سچے ہیں۔

اگر کوئی دنیا میں سچا ہے واللہ ! ان سے سچا کوئی ہو نہیں سکتا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد اگر دنیا میں اگر کوئی سچا ہے تو واللہ ! صحابہ کرام سے بڑھ کر سچا ہو ہی نہیں سکتا یہ گواہی ہے: ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾۔

﴿هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ کیوں ہے؟ تخصیص ہے کہ یہی سچے لوگ ہیں جو صرف کہتے نہیں ہیں جنہوں نے کرکے اپنے عمل سے ثابت کیا ہے اور واقعی قربانیاں دی ہیں ان لوگوں نے تو اس سے بڑھ کر کیا کسی کو ثبوت چاہیے کہ صحابہ کرام کا درجہ بہت بلند ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی؟! روافض تو بیچارے عقل کے اندھے لوگ ہیں ان کو کیا پتہ ہے؟!

روافض اور شعیہ جو صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں صبح وشام کیا کہیں گے کیا منہ دکھائیں گے اپنے ربّ کو؟!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ اور وہ کہتے ہیں "أُولَٰئِكَ هُمُ الكَاذِبُون" نعوذ باللہ! تکذیب ہے کہ نہیں قرآن مجید کی؟!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اور وہ کہتے ہیں "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا": صحابہ مرتد ہو گئے یہی کہتے ہیں نا!

سوائے چھ سات کے یا چند صحابہ کے باقی مرتد ہیں اُن کے نزدیک کیا زندگی ہے ایسے لوگوں کی؟!

﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾: ہمارے لیے یہی گواہی کافی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ ہم ایسے لوگوں کی پیروی کرتے ہیں ایسے لوگوں کا راستہ اختیار کرتے ہیں جو سچے ہیں انہیں کہتے ہیں "سبیل المؤمنین"؛ سلف صالحین کا راستہ اور منہج، صحابہ ہمارے سلف ہیں اور ہم متبعین السلف ہیں اور انہیں کہتے ہیں "السلفی"۔ آئی سمجھ کہ نہیں آئی سلفی کون ہیں؟ سلف کا متبع۔

سلف سے مراد کیا ہے؟ وہ لوگ جو پہلی تین صدیاں جو سب سے بہترین زمانے تھے تین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی دی "کہ سب سے بہترین میرا زمانہ ہے پھر اُس کے بعد میں آنے والا پھر اُس کے بعد میں آنے والا زمانہ ہے"۔ (صحیح بخاری کی روایت ہے)۔

اِن تین بہترین زمانے کے لوگوں کو کہا جاتا ہے "السلف الصالح" یہ قید ضروری ہے ورنہ اُس زمانے میں بدعقیدہ لوگ بھی تو تھے نا جو سلف تو تھے لیکن فاسق سلف تھے صالح نہیں تھے، تو سلف مطلقاً کہا جائے تو سلف الصالح مراد ہے اور اگر السلف الصالح کہا جائے تو الحمدللہ اچھی بات ہے، اور صحابہ کرام اُن کے سردار ہیں، سچے ہیں: ﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾۔

اِن کے متبعین کون ہیں؟ سلفی ہیں جن کو اہل حدیث بھی کہا جاتا ہے اہل اُثر بھی کہا جاتا ہے۔

یہ تو تھے مہاجرین آیئے دیکھتے ہیں صحابہ کرام کا دوسرا گروہ دوسری قسم صحابہ کرام کی اُن کے تعلق سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (الحشر:9): اور وہ لوگ بھی جنہوں نے ﴿الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ﴾ جو مقیم تھے مدینہ میں شہر میں ایمان کے ساتھ؛ ایسے ہی نہیں، اب کسی شہر میں بغیر ایمان کے رہنے میں کیا فائدہ ہے تو اس لیے:

1-﴿الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ﴾۔

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ﴾: ﴿تَبَوَّؤُ﴾: باء یعنی اقامت کے معنی میں آتا ہے کہ وہاں پر مقیم تھے۔

مقیم تو پہلے سے بھی تھے لیکن اب فرق ہے اب ایمان کے ساتھ وہاں پر مقیم ہیں اب یہ وہ نہیں ہیں جو یہ پہلے تھے اب ان کی حالت بدل گئی ہے اب یہ سب سے اچھے لوگ بن گئے ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾: جواِن مہاجرین سے پہلے مدینے میں مقیم تھے رہائش پذیر تھے وہاں پر ایمان کے ساتھ رہتے تھے یعنی اُن کے آنے سے پہلے اُن کے استقبال میں مومن لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

اُن کے چند اوصاف دیکھ لیں کہ یہ کیسے لوگ ہیں:

2-﴿يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾: محبت کرتے ہیں اُن لوگوں سے جو اُن کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں۔

پہلا وصف ایمان کا ہے: ﴿تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ﴾: پہلا وصف ہے۔

دوسرا اس ایمان کی وجہ سے: ﴿يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾: محبت کرتے ہیں اُن لوگوں سے جو اُن کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں۔

3-﴿وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا﴾: اور اپنے سینوں میں کوئی رنج نہیں پاتے جب اُن کو کچھ دیا جاتا ہے (اپنے سینے میں کوئی رنج نہیں رکھتے)۔

ہوا کیا؟ کہ اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ فے مہاجرین میں تقسیم کیا کیونکہ فقراء ہیں مہاجرین اپنے گھر بار سب کچھ چھوڑ کر آئے ہیں ﴿دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ﴾ سے نکالے گئے ہیں تو پھر انصاف کا یہی تقاضہ تھا کہ پہلے ان کو دیا جائے تا کہ ان کی حاجت پوری ہو جائے اور جو بوجھ انصار پر تھا وہ کم ہو جائے یہی تو حکمت عملی تھی نا! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دیا ہے، اور انصار جو ہیں اُن میں سے صرف دو انصار کو دیا جو بہت فقیر تھے دوسرے انصار کو نہیں دیا اگرچہ انصار بھی شامل تھے اس جنگ میں اگرچہ جنگ نہیں ہوئی محاصرہ ہوا تھا۔

تو دیکھیں پاک دل دیکھیں پاک دل کیسے ہوتے ہیں! اب سب شریک ہیں جنگ میں سارے کا سارا مال ایک خاص گروہ کو دیا جا رہا ہے اور دوسرا دیکھ رہا ہے اب دل کی بات کیا ہے دیکھنے والا جان سکتا ہے؟ نہیں جان سکتے ہم لوگ۔

اب اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے جو دلوں پر مطلع ہے، سب کے دلوں پر مطلع ہے کوئی کچھ چھپا نہیں سکتا اپنے ربّ سے (سبحانہ وتعالیٰ):

﴿يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾: محبت کرتے ہیں کیا اس محبت میں کمی ہوئی؟ نہیں کمی ہوئی۔

﴿وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا﴾: جو اُن کو دیا گیا دل میں تھوڑا سا رنج بھی محسوس نہیں کرتے۔

اِس سے بڑھ کر دیکھیں:

4-﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾: اور اُن کو (مہاجرین کو) اپنے نفس پر مقدم کرتے ہیں آگے کرتے ہیں۔

یعنی اگر اُن کو دیا جاتا تو وہ بھی پھر واپس کر کے دے دیتے یہ نہیں کہ رنج کر رہے ہیں، رنج تو دور کی بات ہے ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾: اگر اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین کو نہ دیتے اور اِن کو دے دیتے (اگر کی بات ہے) تو کیا کرتے یہ لوگ؟ مہاجرین کو واپس کر دیتے خود کچھ نہ رکھتے (سبحان اللہ)۔

5-﴿وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ﴾: چلو دینے والے سخی تو بہت ہیں نا جب ہوتا ہے تو دینے والے ہوتے ہیں جس کے پاس نہیں ہے وہ کیا کرتا ہے؟ ﴿خَصَاصَةٌ﴾: کا مطلب ہے شدید حاجت۔

محتاج ہیں اور حاجت کی شدت ہے اُن کے پاس نہیں ہے کچھ کیا کریں گے؟! ﴿وَيُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ﴾ ایسے تو مل سکتے ہیں لیکن ایسے کہاں ملیں گے دنیا میں آپ کو ﴿وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ﴾ ؟!

جب ہے تو دینے والے بھی ہوتے ہیں نا بھئی جس کے پاس ہے ہی نہیں اور کچھ مل گیا اُسے اب اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور اپنے مہاجر بھائی کو بھی دیکھتا ہے ارے میرا گھر تو ہے صرف کھانے کی قلت ہے نا ارے اُس کا تو گھر بھی نہیں ہے؟! کون زیادہ حقدار ہے میں میری اولاد یا وہ اور اُس کی اولاد؟! اسے کہتے ہیں "الإيثار على النفس"؛ ﴿وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ﴾۔

6-﴿وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ﴾: اور جس کے نفس کو بخیلی سے (﴿شُحَّ﴾ بخیلی کو کہتے ہیں) بچالیا گیا۔

﴿وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ﴾: یعنی اصل بات کیا ہے؟ اپنے آپ کو بخیلی سے بچایا ہے بخیل نہیں ہیں سخی ہیں سخاوت کی انتہا ہے۔

"الإيثار": ایک تو کریم ہوتا ہے نا کرم کرنے والا سخی ہوتا ہے ایک ایثار کرنے والا جو دوسروں کو اپنے اوپر مقدم کر دیتا ہے کس کے لیے؟ صرف اللہ کی رضا کے لیے۔

﴿وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ﴾: اصل راز یہ ہے کہ وہ بخیلی کا راستہ جانتے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو بخیلی سے بچایا ہے، جب دل پاک ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے انوار نازل ہوتے ہیں واللہ! حسن اخلاق کے اور تقوی کے اور ایمان کے آپ سوچ بھی نہیں سکتے! نورٌ علی نور۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝﴾: (سبحان اللہ) وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (یہ قاعدہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو بخیلی سے بچایا اس نے فلاح پالی)۔

(۱)﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ﴾ (الحشر:9)۔(۲)﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴾ (الحجرات:15)۔

دونوں صحابہ ہیں سچے بھی صحابہ ہیں فلاح پانے والے بھی صحابہ ہیں اگر کوئی ایسے لوگ آپ کو ملیں تو اُن کی اتباع واجب ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)۔ پھر بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ فہم سلف حجت نہیں ہے! اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں کہ سچے بھی وہی ہیں اور فلاح پانے والے بھی وہی ہیں اگر کسی مسئلے میں ان کا اجماع ہو جائے حجت ہے کہ نہیں ہے گواہی کون دے رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔

اگر اُن میں سے بعض حق پر ہوتے یعنی اُن میں سے بعض نے غلط فیصلہ کیا ہے اور بعض نے خاموشی اختیار کی ہے تو سچے کہاں ہیں فلاح پانے والے کہاں ہیں؟! ممکن ہے؟! نا ممکن ہے!

کیونکہ اگر ایک گروہ نے (ایک یا دو نے) غلط فتویٰ دیا ہے تو باقی تو ہیں اس کو درست کرنے والے لیکن معاملہ یہ ہے کہ ایک نے غلط فتویٰ دیا دوسرے نے بھی تیسرے نے بھی اور باقی سارے کے سارے خاموش ہیں غلطی کو دیکھ کر بھی خاموش ہیں تو پھر حجت کہاں ہے؟! پھر سچے کیسے ہیں فلاح پانے والے کیسے ہیں؟! بہترین لوگ کیسے ہیں؟! خیر زمانے میں رہنے والے کیسے ہیں؟!

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ کیسے ہیں؟! (آل عمران:110) سبحان اللہ؛ تو یہ ناممکن ہے! اس لیے اجماع جو ہے وہ حجت ہے۔

یہ تھے مہاجرین اور انصار، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ﴾: اور وہ لوگ جو ان کے بعد میں آئے۔

سابقین اور اوّلین کے بعد میں مسلمان لوگ ہوئے دوسرے صحابہ بھی تھے اور جو صحابہ کرام کے بعد میں آئے ان میں تابعین بھی شامل ہیں اتباع التابعین بھی شامل ہیں، فقہاء اَربعہ بھی شامل ہیں محدثین بھی شامل ہیں یہ سارے شامل ہیں اور ہم اور آپ بھی شامل ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ﴾: اسم موصول ہے عموم کے لیے ہے: ﴿جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ﴾: جو اُن کے بعد میں آنے والے ہیں۔

اب ان کے اخلاق دیکھتے ہیں کیسے ہیں بھئی اور کیا ہم ان میں سے ہیں کہ نہیں ابھی دیکھتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ﴾: کچھ کہتے ہیں کیا کہتے ہیں:

1-﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا﴾:

﴿رَبَّنَا﴾: اے ہمارے ربّ! اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا وسیلہ دیا جارہا ہے اور یہ شرعی وسیلے کی ایک قسم ہے، شرعی وسیلے کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کسی چیز کو بیچ میں ایک آپ واسطہ ایک ذریعہ بنالیتے ہیں اور جو شرعی وسیلہ ہے یہ وہ وسیلہ ہے جس کی دلیل موجود ہے قرآن اور سنت میں، جس کی دلیل موجود نہیں ہے اسے غیر شرعی وسیلہ کہا جاتا ہے۔

اور شرعی وسیلے میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کو اور صفات کو وسیلہ بنایا جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾ (الاعراف:180)

(اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں پس اللہ تعالیٰ کو اُن پیارے ناموں سے پکارا کرو)

اور ربّ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ اکثر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی دعوت کا آغاز کیسے ہوتا ہے؟ "ربُّ"۔ کیا وجہ ہے؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو جانتے ہیں مقام ربوبیت کو بھی جانتے ہیں اور اس شرعی وسیلے کو بھی جانتے ہیں۔

کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ کسی نبی نے اپنے سے پہلے کسی نبی کا واسطہ دیا ہو کیا خیال ہے؟ یا کسی فرشتے کا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کا واسطہ دیا ہو؟

ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اَبوالانبیاء ہیں نا، ایوب علیہ الصلاۃ والسلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں، یونس علیہ الصلاۃ والسلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں، زکریا علیہ الصلاۃ والسلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے نبوت کا آغاز ہوا بنی اسرائیل کا تو کیا کسی نے کبھی یہ کہا کہ اے اللہ موسیٰ کے صدقے، اے اللہ ابراہیم کے صدقے یا، یا موسیٰ یا، یا ابراہیم کبھی کسی نے پڑھا ہے آپ نے قرآن مجید میں کسی آیت میں پڑھا ہے؟! کسی حدیث میں آپ نے پڑھا ہے؟!

عجب سی بات ہے آج بعض لوگ کہتے ہیں نہیں! وسیلہ بناؤ کہ اے اللہ نبی کے صدقے دعا قبول فرما، یا رسول اللہ مدد فرما، یا غوث مدد فرمایا، یا علی مدد فرما! وہ کہتے ہیں یہ تو وسیلہ ہے۔ کون سا وسیلہ ہے بھئی؟!

وسیلے کے معنی میں تین چیزیں ہیں:

(۱)ایک عظیم ذات ہے جسے پکارا جارہا ہے۔

(۲)اور ایک ضعیف ذات ہے جو پکار رہی ہے۔

(۳)بیچ میں ایک ذریعہ ہے جو اس ضعیف کو اُس کامل تک اُس قوی تک پہنچادیتا ہے۔ یہ وسیلہ ہے۔

اب براہ راست کہنا یا علی مدد دو ہیں کہ تین ہیں؟ ایک پکار رہا ہے اور جس کو پکارا جارہا ہے تو پھر وسیلہ کیسا ہے یہ تو براہ راست دعا ہے اور دعا عبادت ہے اور دعا کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے صرف کرنا **شركٌ في العبادة** ہے۔

الغرض، ربوبیت کو وسیلہ بنانا یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ایک خوبصورت طریقہ ہے اور ہم انبیاء کے متبعین ہیں ہمیں حکم دیا گیا ہے اور جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے راستے کو اپناتا ہے وہی کامیابی حاصل کرتا ہے اور جو اپنے راستے بنالیتا ہے اپنی مرضی سے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

﴿يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا﴾: یہاں سے ہمیں یہ بھی ایک پیغام ملتا ہے کہ دعا کرنے والا سب سے پہلے ابتداء کہاں سے کرے؟ اپنے آپ سے کرے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا﴾: یہ مستحب ہے، پھر اپنے گھر والوں کے لیے یا اپنے دوست واحباب کے لیے پیاروں کے لیے جس کے لیے بھی کیونکہ آپ کے نفس کا حق آپ پر بہت زیادہ ہے۔

﴿اغْفِرْ لَنَا﴾: ہماری مغفرت فرما۔

2-﴿وَلِإِخْوَانِنَا﴾ :اور ہمارے بھائیوں کی مغفرت فرما۔

کون سے بھائی؟

3-﴿الَّذِينَ سَبَقُونَا﴾ :جو ہم سے پہلے سبقت لے گئے۔

کس چیز میں سبقت لے گئے؟ مال ودولت میں یا شہرت میں نام میں کس چیز میں سبقت لے گئے؟

4-﴿الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ سبحان اللہ: اصل سبقت ایمان سے لی جاتی ہے اصل سبقت ایمان کے تعلق سے ہوتی ہے۔

ہم تو لگے ہیں دنیا کے پیچھے دوڑ میں، دنیا کی ریس میں ہم سبقت حاصل کرنا چاہتے ہیں کیا ہاتھ میں آتا ہے؟

کبھی دیکھا ہے کہ مرنے والا جب مر جاتا ہے اُس کو ایک ریال بھی قبر میں ڈالتے ہیں؟

یا کفن میں کچھ باندھ دیتے ہیں کوئی دس بیس ریال کہ کام آئیں گے دیکھا ہے کبھی؟!

مرنے والے کے ہاتھ میں کوئی پیسہ باقی رہنے دیتے ہیں یا سب چھین لیتے ہیں؟!

آپ کو پتہ ہے کہ میت سے سب سے پہلے کیا چھین لیتے ہیں؟ اللہ اکبر، نام چھین لیتے ہیں!

کبھی دیکھا ہے کہ یہ مرنے والا ڈاکٹر صاحب پڑا ہوا ہے کہیں گے ایسے؟! یا ڈاکٹر صاحب ہم نے نماز پڑھ لی ہے یا کہتے ہیں کہ بھئی میت پڑی ہوئی ہے اور جنازہ ہم نے بھی پڑھ لیا ہے اور میت کو دفن بھی کر دیا ہے؟

"میت "بیٹا بھی یہی کہتا ہے کہ نہیں یا بیٹا کہتا ہے کہ میرے ابا ہیں ؟! میت کہتا ہے یا ابا کہتا ہے ؟!
کوئی رشتہ نہیں رہتا کوئی نام نہیں رہتا مرنے کے فوراً بعد یہ دنیا ہے اور یہ اُس کی حقیقت ہے !
﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا﴾: اور ہمارے اُن بھائیوں کی، ﴿الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ جو ایمان میں سبقت لے گئے؛ گواہی اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں۔
5-﴿وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا﴾: اے اللہ تعالیٰ! ہمارے دلوں میں کوئی غلّ کوئی تنگی کوئی کینہ اور حسد باقی نہ چھوڑنا، یہ بغض و نفرت اور حسد ہمارے دل میں نہ رکھنا پاک کر دینا۔
کس کے لیے ؟
6-﴿لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾: ایمان والوں کے لیے۔
یعنی ایمان والے ہمارے دل میں ایسی جگہ کر بیٹھے ہیں اتنے ہمیں پیارے لگے کہ ہمارے دل میں کوئی بھی حسد یا کوئی بھی نفرت یا بغض باقی نہ رہے مومنوں کے لیے، اور یہ حق ہے مسلمان بھائی کا کہ اُس سے محبت کی جائے۔ نفرت کی جاتی ہے اہل کفر سے نفرت کی جاتی ہے اہل بدعت سے لیکن اگر کوئی مومن ہے موحد ہے متبع سنت ہے تو اُس کا حق ہے کہ اُس سے محبت کی جائے اگرچہ وہ بعض گناہ بھی کرتا ہے کبیرہ گناہ بھی کرتا ہے لیکن اُس سے محبت اُس کے ایمان کی وجہ سے ہوتی ہے اور اُس سے نفرت اُس کی نافرمانی اور فسق کی وجہ سے ہوتی ہے۔
ایک ہی شخص سے محبت بھی کی جاتی ہے اور اُس کی بدعملی کی وجہ سے نفرت بھی کی جاتی ہے لیکن اہل کفر سے اور اہل بدعت سے مطلقاً محبت نہیں کی جاتی۔
﴿وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾: یاد رکھیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بیٹھے بیٹھے غیبت کر لیتے ہیں کوئی علاج ہے؟ جی ہاں! یہ آیت کریمہ علاج ہے سورۃ الحشر آیت نمبر 10 کثرت سے پڑھا کریں یہ غیبت کا بہترین علاج ہے۔
پڑھا کریں اس آیت کریمہ کو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص دل میں محبت پیدا ہو جائے گی مومنوں کی اور ان شاءاللہ زبان بھی غیبت سے رُک جائے گی۔ جب دل میں محبت ہوتی ہے تو پھر زبان میں بُرائی کیسے ہو سکتی ہے ؟! غیبت بھی تب ہوتی ہے جب دل میں کچھ کالا ہوتا ہے یا دل میں کوئی بغض و نفرت ہوتی ہے ورنہ اپنے پیاروں کی کوئی غیبت کرتا ہے ؟! کیا خیال ہے ظاہراً تو سارے پیارے ہیں نا پتہ تب چلتا ہے جب پیٹھ پیچھے بات ہوتی ہے۔
اور یاد رکھیں کہ جو بھی ایسی مجلس میں بیٹھتا ہے جہاں پر غیبت ہوتی ہے تو اُسے چاہیے کہ اپنے ان بھائیوں کو روکے اس موذی مرض سے روکے غیبت سے روکے۔
یعنی قرآن مجید میں مختلف الفاظ آئے ہیں لیکن ایسے لفظ جو غیبت کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں واللہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں!
مثال کیا ہے ؟ کہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا، مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا (الحجرات: 12)۔

کوئی تصور کر سکتا ہے کہ اپنا ایک تو بھائی ہو خون کا رشتہ ہو پھر مر بھی جائے پھر کاٹ کر اُس کا گوشت بھی کھانا ہے؟! نوچ نوچ کر گوشت کھانا ہے ممکن ہے یہ؟! جتنا بھی گیا گزرا انسان ہو پتھر دل انسان ہو کیا اپنے بھائی کے ساتھ کرتا ہے ایسے؟!

قتل کرنے کا تو ہم نے سنا ہے کہ دنیا میں اپنے بھائی کو لوگ قتل کر دیتے ہیں (نعوذ باللہ) قتل کرنے کے بعد پھر بھی دل میں کوئی رحم تو آتا ہے کہ بھئی بھائی کو قتل کیا ہے ندامت تو ہوتی ہے نا اگرچہ ظاہر نہ کرے لیکن گوشت کو نوچ کر کھانا! جو غیبت کرتے ہیں وہ اِس سے بڑھ کر گناہ کرتے ہیں! اگر یہ تصور نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا انسان اپنے مردار بھائی کا گوشت کھا رہا ہے

اور اصل بات یہ نہیں ہے کہ میں اپنے آپ کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوں یا آپ مجھے کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ہمارا ربّ ہمیں کس نگاہ سے دیکھتا ہے، ہمارا ربّ ہمیں کیسے دیکھتا ہے اصل بات یہ ہے۔

7-﴿رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝١٠﴾: اے ہمارے ربّ! بے شک آپ شفقت کرنے والے خوب رحم کرنے والے ہیں۔

ہم پر شفقت فرما ہم پر رحم فرما اور ہم اس موذی مرض سے نجات عطا فرما اور ہمارے دل اور ہماری زبان کو اپنے مسلمان بھائیوں کی محبت اور اُن کی مدح میں صرف کر دے یہ اصل بات ہے۔ اور یہ اُن لوگوں کے اوصاف ہیں جو لوگ اُن کے بعد میں آئے ہیں۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے ان شاءاللہ اگلے درس میں ایک دوسرے قسم کے لوگوں کا ذکر ہو گا، ایک قسم کے تو یہ لوگ تھے اتنے خوبصورت الفاظ اور اتنی مدح اور ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ نے اس پیارے کلام سے خود اُن کا تزکیہ کیا ہے اُن کی مدح فرمائی ہے اور خوبیاں بیان کی ہیں اگلے درس میں ہم دیکھیں گے کہ دوسری قسم کے جو لوگ ہیں جو اُن کے برعکس جو اُن کے ساتھ رہتے تھے، رہتے ساتھ تھے ظاہراً انہوں نے کلمہ بھی پڑھ لیا تھا لیکن دل پاک نہیں ہوا تھا کفر سے، منافقین کے تعلق سے چند اہم باتیں بیان کریں گے (واللہ اعلم)۔

سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ. أَشۡهَدُ أَنۡ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنۡتَ أَسۡتَغۡفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيۡكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 67. درس نمبر 54 سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio